فضائل و مناقب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے دن تم میں سے کون روزہ دار ہے ابو بکر نے کہا میں۔ پھر آپ نے فرمایا آج کے دن تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا ابو بکر نے کہا میں۔ آپ نے فرمایا آج کے دن تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ابو بکر نے کہا میں نے۔ آپؐ نے فرمایا آج کے دن تم میں سے کسی نے بیمار کی بیمار پرسی کی (یعنی عیادت کی) ابو بکر نے کہا میں نے۔ آپؐ نے فرمایا جس میں یہ سب باتیں جمع ہوں وہ جنت میں جائے گا (مسلم مترجم ص ۸۵ ج ۶)

(یعنی اللہ کے نبیؐ نے صدیقؓ کو دنیا ہی میں جنت کا سرٹیفکیٹ دے دیا)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتی ہیں کہ ابو بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپؐ نے ان کو فرمایا **انت عتیق اللہ من النار** تو اللہ کا آزاد کردہ ہے آگ سے اسی دن سے ابو بکر کا نام عتیق رکھا گیا (ترمذی بحوالہ مشکوۃ جلد ۳ ص ۲۲۷)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص کسی چیز کا ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرے (مثلاً دو گھوڑے دو روپے دو بکریاں اللہ کی راہ میں دے بہشت کے دروازے سے یوں بلایا جائے گا فرشتے کہیں گے اللہ کے بندے ادھر آ یہ دروازہ بہت اچھا ہے۔ اور جو کوئی روزہ دار ہو گا وہ روزے کے دروازے سے جس کا نام ریان ہے بلایا جائے گا یہ سن کر ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا جو کوئی ایک ہی دروازے سے بلایا جائے اس کو بھی کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ لیکن یا رسول اللہ ایسا بھی کوئی ہو گا جو سب دروازوں سے بلایا جائے آپ نے فرمایا ہاں **وارجو ان تکون منھم یا ابا بکر** اور مجھے امید ہے تو ایسے ہی لوگوں میں ہو گا (تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۳ ص ۵۳۴)

سبحان اللہ کیا شان ہے کہ جنت کے ہر دروازے سے آواز آئے گی کہ صدیق جنت میں اس دروازے سے داخل ہونا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس جبرائیل آئے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو دروازے دکھایا جس میں سے میری امت جنت میں داخل ہو گی۔ ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ میری خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا اور اس دروازے کو دیکھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنۃ من امتی** اے ابو بکر تو اول ہو گا ان کا جو داخل ہوں گے میری امت سے جنت میں (ابو داؤد مترجم ۳ / ۴۷۲)

جنتیوں کے سردار: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ اور عمرؓ دونوں سردار ہیں جنت کے ادھیڑ عمر کے لوگوں کے اگلے ہوں خواہ پچھلے سوائے

نبیوں اور مرسلین کے اور خبر نہ دو اس کی ان دونوں کو اے علی جب تک زندہ رہیں (ابن ماجہ مترجم جلد اول ص ۸۴) انبیاء کے بعد شیخین سب سے افضل ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد نبی مستحق خلافت یہی ہیں اس لئے کہ جب جنت میں یہ سردار ہوں گے تو دنیا کی سرداری میں کیا شک رہا۔ مگر واقع میں آنحضرتؐ نے انہیں جنتیوں کا سردار بنایا ہے نہ دوزخیوں کا اس لئے دوزخی ان کی سرداری کا انکار رکھتے ہیں۔

معاذاللہ من ذالک (حاشیہ ابن ماجہ صفحہ ہذا) (تحت روایت مذکورہ بالا)

صحابہ میں سب سے افضل: محمد بن حنفیہ نے اپنے والد (حضرت علی مرتضیٰؓ) سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں میں بہتر (افضل) کون ہیں انہوں نے کہا ابو بکرؓ ہیں میں نے پوچھا پھر کون انہوں نے کہا عمرؓ اب میں ڈرا اور پوچھوں تو وہ کہہ دیں عثمانؓ میں نے خود کہہ دیا پھر آپ؟ انہوں نے کہا میں تو (عام) مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں (تیسیر الباری ۳ / ۳۷ - ۵۳۶)

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہم کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین امت ابو بکر ہیںؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین (ابو داؤد مترجم ۳ / ۴۶۱)

شیعوں کے مذعومہ امام نہم محمد تقی متوفی ۲۲۰ کہتے ہیں۔ میں جناب عمرؓ کے فضائل کا منکر نہیں لیکن ابو بکرؓ فاروق اعظمؓ سے افضل ہیں (ترجمہ احتجاج طبری ص ۲۵۰)

صدیق کی دانائی: ابو سعید سے روایت ہے کہ ایک دن نبی علیہ السلام منبر پر بیٹھے اور فرمایا اللہ کا ایک بندہ ہے جس کو اللہ نے اختیار دیا ہے چاہے دنیا کی دولت لے لے چاہے اللہ تعالیٰ کے پس رہنا اختیار کرے۔ پھر اس نے اللہ تعالیٰ کے پاس رہنا اختیار کیا یہ سن کر ابو بکر صدیقؓ روئے سمجھ گئے کہ آپؐ کی وفات قریب ہے اور روئے پھر کہا ہمارے باپ دادا ہماری مائیں آپ پر سے صدقہ ہوں۔ پھر معلوم ہوا اس بندے سے مراد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابو بکر ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

(تیسیر الباری جلد ۳ ص ۵۲۸ بحوالہ مسلم مترجم جلد ۶ ص ۸۲)

امامت اور صدیقؓ: محدثین ائمہ کرام اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء اور مرسلین کے بعد افضل ترین شخصیت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ کیونکہ مرتبہ صدیقیت مقام نبوت سے بالکل متصل ہے اور یہ بھی کہ صدیق کو مقامات اور احوال میں نبی (صلعم) سے کمال مشابہت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلعم کے بعد آپؐ کا فوری خلیفہ بلا فصل صرف حضرت صدیق چاہئے تھے۔

کیونکہ یہی امامت اور خلافت کے صحیح مستحق ہیں اور نبی علیہ السلام نے تو فرمایا تھا کہ امام اس کو بناؤ جو کتاب اللہ کو سب سے زیادہ جانتا ہو۔ جو سنت کا سب سے زیادہ عالم ہو۔ جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو' جو عمر کے لحاظ سے بزرگی والا ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ تم نماز کے لئے امام صالح' متقی پرہیز گار عالم شخص کو بناؤ صدیقؓ سے بڑھ کر کتاب و سنت کو جاننے والا ہے' پہلے ہجرت کرنے والا' بزرگی والا' متقی' پرہیزگار اور کون ہو سکتا ہے۔ صدیقؓ کی انہیں خوبیوں کو دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقؓ کے متعلق فرمایا تھا **لا ینبغی لقوم فیھم ابو بکر ان یومھم غیرہ** جس قوم میں ابو بکرؓ موجود ہو مناسب نہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا ان کا امام بنے (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ۔ مترجم جلد ۳ ص ۲۲۷)

نبی علیہ السلام نے اپنے اس فرمان کے مطابق اس پر عمل کر کے بھی دکھلا دیا کہ اپنی وفات کی بیماری میں بتکرار حضرت ابو بکرؓ کی امامت کے لئے حکم صادر فرمایا چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ کو وہ بیماری ہوئی جس میں آپ نے وفات فرمائی اور نماز کا وقت آیا اذان ہوئی تو آپؐ نے حکم دیا **مروا ابا بکر فلیصل بالناس** ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں آپ سے عرض کیا گیا (حضرت عائشہؓ نے عرض کیا) کہ ابو بکرؓ دل کے کچے ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رنج کے مارے رو دیں گے۔ لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ آپؐ نے پھر وہی حکم دیا پھر وہی عرض کیا گیا۔ پھر تیسری بار آپ نے وہی حکم دیا اور (اپنی بیبیوں سے فرمایا) تم تو یوسف پیغمبر کے ساتھ والیاں ہو **مروا ابا بکر فلیصل بالناس** ابو بکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ آخر ابو بکرؓ نماز پڑھانے کے لئے نکلے پھر نبی علیہ السلام اپنے آپ کو ہلکا محسوس کرتے ہوئے دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد میں آئے آپؐ کے دونوں پاؤں بیماری کی وجہ زمین پر لکیر کرتے جاتے تھے۔ ابو بکرؓ نے یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا آنحضرتؐ نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ رہو پھر نبی علیہ السلام نے ابو بکرؓ کے ساتھ بیٹھ کر نماز ادا کی (تیسر الباری جلد اول ص ۴۲۷)

عبداللہ بن زمعہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی سختی ہوئی تو میں آپ کے پاس بیٹھا تھا اور چند آدمیوں کے ساتھ اتنے میں بلال آپ کو بلانے کے لئے آئے نماز کے واسطے آپؐ نے فرمایا کسی اور کو حکم کرو وہ نماز پڑھا دے تو میں باہر نکلا تو عمر بن الخطاب ملے اور ابو بکر صدیق اس وقت نہ تھے میں نے عمرؓ سے کہا کھڑے ہو اور نماز پڑھاؤ وہ آگے بڑھے اور انہوں نے تکبیر کہی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی کہ وہ ایک بڑی آواز والے تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا **فاین ابو بکر یابی اللہ ذلک والمسلمون** ابو بکر کہاں ہیں۔ اللہ کا انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی اس کا انکار کرتے ہیں۔ (یعنی جب ابو بکر موجود ہوں تو ان کے سوا کوئی دوسرا امامت کرے) پھر آپ نے ابو بکرؓ کو بلا بھیجا انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی **ان صلی عمر تلک الصلوۃ**

فصلی بالناس وہی نماز جس کو حضرت عمرؓ پڑھا چکے تھے (ابو داؤد مترجم ص ۴۷۵ ج ۳)
عبداللہ بن زمعہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی آواز سنی تو آپ نکلے یہاں تک کہ اپنا سر حجرے سے نکالا پھر فرمایا **لا لا لا لیصل للناس ابن ابی قحافتہ یقول ذالک مغضبا** نہیں، نہیں، نہیں نماز پڑھائیں لوگوں کو ابو قحافہ کے بیٹے۔ یہ نبی علیہ السلام نے غصہ سے فرمایا (ایضاً" ص ۴۷۵)
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کی زندگی میں سترہ بار نماز میں لوگوں کی امامت کروائی مگر شیعہ حضرات حضرت صدیق کی امامت کو مانتے ہی نہیں ہیں۔ علامہ فیض عالم صدیقی شہید رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ کسی .کلول رافضی کا قول پڑھا تھا جس نے نہایت ڈھٹائی سے یہ لکھا تھا کہ ابو بکرؓ جبراً محراب میں کھڑا ہو کر نماز پڑھانے لگا تو نبیؐ نے آکر اسے ہٹا دیا اور خود نماز پڑھائی۔ اس عقل کے اندھے کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اس وقت مسجد نبوی میں محراب کی صورت سرے سے تھی ہی نہیں اور پھر اگر سیدنا صدیق اکبرؓ نبی علیہ السلام کی اجازت کے بغیر نماز پڑھاتے تو صحابہ کرامؓ کیا خاموش رہتے۔ آپ کا یہ نماز پڑھانا اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ آپ ہی نبی علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوں گے۔ پھر آپ نے ایک نہیں بلکہ پوری سترہ نمازیں پڑھائیں۔ اگر اور کوئی نہ بول سکا تو فرمایئے **لا فتہ الا علی لا سیف الا ذوالفقار** کیوں خاموش رہے اور ایک نماز میں صدیق اکبر نبی علیہ السلام کے پہلو میں کھڑے ہوئے آپ نے نبی علیہ السلام کی اقتداء کی اور صحابہ کرامؓ نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اب ذرا نہج البلاغہ کی طرف آیئے نبی علیہ السلام کا مرض جب تک خفیف رہا خود لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے اور جب بیماری میں شدت پیدا ہو گئی تو ابو بکرؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس کے بعد نبی علیہ السلام کی زندگی میں ابو بکر دو دن تک لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے پھر حضورؐ وفات پا گئے (در نجفیہ ص ۲۵) ماخوذ از مقام صحابہ ص ۲۲ از علامہ فیض عالم صدیقی شہید رحمتہ اللہ علیہ)

صدیق کی معاملہ فہمی: صحابہ کرام میں حضرت صدیقؓ بڑے دانا اور معاملہ فہم انسان سمجھے جاتے تھے مثلاً جب نبی علیہ السلام فوت ہوئے تو حضرت عمرؓ کہنے لگے جو کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے میں اس کی گردن اتار دوں گا۔ ابو بکرؓ آئے اور نہایت عقل مندی سے خطبہ ارشاد فرمانا شروع کیا حمد و ثناء کے بعد فرمایا لوگو **من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت** تم میں سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ سمجھ لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا وہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی (پھر قرآن کی یہ آیت تلاوت کی) **وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم** کہ محمد اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر

چکے ہیں کیا وہ فوت ہو جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو تم دین سے پھر جاؤ گے (آل عمران ۵۴)
اور دوسری آیت یہ پڑھی **انک میت وانھم میتون** میرے نبی تم کو بھی موت آئے گی اور یہ لوگ بھی مر کر رہیں گے (زمرہ ۳۰) یہ آیتیں سن کر صحابہ کرام چونک پڑے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت سن کر میرے جسم پر لرزا طاری ہو گیا اور کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی اور میں زمین پر گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی آپؐ فوت ہو گئے ہیں پھر صحابہ کرام کے درمیان نبی علیہ السلام کے دفن کے بارہ میں اختلاف پیدا ہو گیا کسی نے کہا آپؐ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے کسی نے مسجد نبوی میں دفن کرنے کا مشورہ دیا اور کسی نے کہا مکہ مکرمہ میں آپؐ کو دفن کیا جائے۔ کسی رائے پر اتفاق نہیں ہو رہا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو فرمانے لگے اختلاف کی ضرورت نہیں نے نے ن بی علیہ السلام سے سنا تھا **ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ** کہ اللہ نبی کی روح اس جگہ قبض کرتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتا ہے لہٰذا آپ کو اسی جگہ دفن کیا جائے جہاں آپ فوت ہوئے ہیں (مشکوٰۃ)

خلیفہ : کے بارے میں اختلاف ہو گیا انصار نے کہا خلیفہ ہم سے ہو گا مہاجرین نے کہا خلیفہ ہم سے ہو گا۔ اس اختلاف کو بھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہی نے حل کیا فرمانے لگے نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے **الا ئمتہ من القریش** کہ خلیفہ قریشیوں سے ہو گا۔ چنانچہ تمام صحابہ نے اپنے اختلاف کو پس پشت ڈالتے ہوئے حدیث رسول کے سامنے سر تسلیم خم کر کے قریشیوں میں سے ابو بکر صدیقؓ کو اپنے میں سے سب سے بہتر سمجھتے ہوئے خلیفہ منتخب کر کے بیعت کر لی۔

وفات صدیق= بالآخر خلوص، محبت، اسلامی اخوت اور حب رسول کا یہ مرقع و منبع بھی ایک دن **کل نفس ذائقتہ الموت** کی آفاقی حیثیت پر نچھاور ہو گیا اور اللہ کی شان کہ اس نے جس طرح صدیق کائناتؓ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسیؐ کی شان کے لئے مختص کر دیا تھا اسی طرح اس نے اس عظیم نبوت کی وفات میں بھی عظمت و بزرگی اور شان و شوکت کے پھول کھلا ڈالے۔ آپؓ جمادی الثانی ۱۳ھ میں بعارضہ تپ مبتلا ہو گئے جو مسلسل پندرہ روز تک شدت کے ساتھ ہوتا رہا اور پھر ۲۲ اور ۲۳ جمادی الثانی کی درمیانی شب بروز پیر بعد از نماز مغرب یہ افضل البشر بعد الانبیاء اسی راہ پر چل دیا کہ جس پر اس سے ۲ سال پہلے آقائے کائناتؐ رواں دواں ہوئے تھے۔ عشاء سے پہلے آپؓ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ کفن وہی تھا کہ جو لباس کے زمرے میں آتا تھا بلکہ دم آخر تو صدیقہؓ رو ہی پڑیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ پیاری بیٹی! کیا باپ کے لئے روتی ہو؟.... فرمایا! اے ابا جان! آپ کے لئے دل جو مغموم ہے وہ تو ہے ہی لیکن دکھ اس بات کا ہے کہ آپؓ کے کفن کے لئے کپڑا بھی میسر نہیں۔ فرمایا! بیٹی! اعمال کی چادر بہتر ہو تو اچھا ہے وگرنہ کفن تو کیڑے ہی کھا جائیں گے اور اے صدیق سے نفرت کرنے والے! ذرا دیکھ تو لو آخری دم اس کے ہلتے لب کیا کہہ رہے ہیں فرمایا! اے میری بیٹی اور اے میرے پیارے بیٹے! اگر تم ناراض نہ ہو تو کیا میں اپنے مکان کی یہ کچی چھت بیچ

دوں تاکہ وہ بتیس روپے (بمطابق موجودہ زرنقد) جو میں بیت المال سے بحیثیت خلیفہ لیتا رہا ہوں' واپس لوٹا دوں کہ گر خدا نے سوال کردیا تو کیا کہوں گا؟ ..... سبحان اللہ! اتنا عجز' اتنی انکساری اور تقویٰ واقعی آپ کے الفاظ درست تھے کہ ۔

صدیق اکبرؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

آپ شاید پوچھیں کہ شان کیا ہوئی تو دیکھ لو! وہ عظیم انسان کہ جو سفر میں بھی اور حضر میں بھی نبیؐ کا رفیق تھا وہ قبر میں ان کا ہمدرد رہا۔ اور یاروں کا تو عقیدہ ہے کہ نبیؐ مختار کلؐ ہیں تو حضور! اگر نعوذباللہ صدیقؓ کے دل میں کامل ایمان نہ تھا تو کیا "مختار کل" انہیں اپنے پاس سلاسکتے تھے یقیناً" نہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ تم صدیقؓ کے بارے میں بھی غلط عقیدے کے حامل ہو اور نبیؐ کے مختار کل کے عقیدے کے بارے میں بھی غلط ہو۔ ادھر اللہ نے صدیقؓ کو ایک اور شان عطا کی کہ جس طرح وہ سفر حضر اور قبر میں نبی کے ساتھ ساتھ رہے اسی طرح عمر کے دائرے میں بھی اس نے صدیقؓ کو نبیؐ سے جدا نہ کیا اور دیکھ لیجئے! دونوں مقدس شخصیات کی عمرھائے مبارکہ ۶۳ سال ہی ہے۔

مضمون کی طوالت ہمیں مزید اجازت نہیں دیتی وگرنہ ایسے بے شمار گوہر نایاب شان صدیقؓ کی راہ میں بکھیرے جاسکتے ہیں اور ویسے بھی ہم جیسے ناتواں لوگ ان کی شان بیان کرنے کا حق کیسے ادا کرسکتے ہیں البتہ فقط اتنی آروز ضرور ہے کہ شاید اللہ ہماری اس کاوش ہی کو ذریعہ نجات بنادے ورنہ ۔

اور اس فقیر کی صدا کیا ہے

آخر میں ہم حضرت عمرؓ کا صرف ایک ارشاد گرامی نقل کرتے ہوئے اپنی بات کو تکمیل تک پنچائیں گے کیونکہ شاید رفیقان من اپنے امام معصومؓ ھی کا کچھ خیال کر جائیں۔ ارشاد گرامی ہے کہ "اے ابوبکرؓ میں تمہاری بیعت کیوں نہ کروں کہ تمہیں ہمارا امام تو خود رسول خداؐ مقرر فرما کر گئے ہیں" (البرہان فی التفسیر القرآن)

ممکن ہے اسی حوالے سے بیشتر لوگوں کا ایمان درست ہو جائے اور ان کا دل صدیقؓ سمیت دیگر تمام صحابہؓ کی محبتوں اور عظمتوں سے لبریز ہو جائے لیکن اگر ایسا نہیں ہوتا تو آخر میں ان کے لئے خلوص دل سے اتنی "دعا" ضرور کریں گے کہ ....

بغض جس سینے میں ہو صدیقؓ کا اے دوستو
ہے یہی بہتر کہ وہ سینہ سدا پٹتا رہے